بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

وَ اِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتۡ ﴿۱۱﴾ لِاَیِّ یَوۡمٍ اُجِّلَتۡ ﴿۱۲﴾

اور جب رسولوں کو وقت دیا جائے گا کہ اس پیرڈ تک مہلت دی گئی ہے تمھیں

تاریخ اسلام قرآن کے آئینہ میں

عزیز اللہ بوہیو
پی او خیر محمد بوہیو تحصیل و ضلع نوشہروفیروز سندھ

قیمت 25 روپیہ

تاریخ اسلام قرآن کے آئینہ میں

نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم
منم غلام آفتاب حدیث از آفتاب گویم

ترجمہ: نہ میں اندھیرا ہوں نہ ہی اندھیرا پرست۔ میں قرآن کا نوکر ہوں بات بھی قرآن سے کروں گا۔

اصولی طور اس موضوع پر قلم اٹھاتے وقت بانیء اسلام جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام کے قرآنی تعارف کے خلاف علم حدیث بنانے والوں نے جو ستم ظریفی کی ہے بات کو اگر وہاں سے شروع کیا جائے گا تو امید ہے کہ مضمون کے عنوان کا حق ادا ہو سکے گا۔ اور جو میں نے عنوان تجویز کیا ہے اسے ثابت کرنے کے لئے میں دلائل کا محور صرف قرآن حکیم کو قرار دیتا ہوں جس کی رہنمائی میں یہ ثبوت ملا ہے کہ محمد علیہ السلام کی عمر مبارک 123 سال چار ماہ تھی۔

قرآن کی طرف سے جناب رسول کا نبوت ملنے سے پہلے کا تعارف

تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ﴿۴﴾ (105-4) یعنی اے محمد علیک السلام تو نشانے لیتے ہوئے (لشکر ابرہ کے اوپر) سخت پتھروں سے سنگ باری کر رہا تھا۔

محترم قارئین! اس آیت کریمہ میں جناب رسول کا نبوت ملنے سے پہلے جنگجو لڑاکا نشانہ بازی میں نمایاں حصہ لینے والا دکھایا گیا ہے۔ جناب محمد علیہ السلام کا تیر اندازی میں نشانہ بازی کا کردار نبوت ملنے کے بعد بھی تصریف آیات کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں! فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۖ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَ

لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ (8-17) یعنی جنگ بدر میں جن لوگوں کو تم نے قتل کیا (یہ تم نے میرے حکم سے کیا ہے اسلئے ایسے سمجھو کہ) یہ انکو قتل کرنا مارنا اللہ کے ذمے ہو گا تم انکے قتل سے بری ہو اور اے محمد علیک السلام تونے بھی لڑائی میں جو تیر اندازی کی وہ بھی میرے حکم سے کی تھی اس لئے تیرے والے وہ تیر بھی گویا دشمنوں کو میں نے مارے (ان سے دشمن کے جو لوگ مرے وہ بھی اوروں کی طرح جیسے کہ میں نے مارے) اس آیت کریمہ سے امام بخاری کی یہ حدیث بھی جھوٹی ثابت ہوئی کہ ایک طرف اصحاب کرام کا لشکر میدان میں لڑ رہا تھا دوسری طرف نبی علیہ السلام چادر مونڈھوں پر اوڑھ کر ایک ٹبے پر بیٹھے دعا کے دوران اللہ عزوجل کو دھمکیاں دے رہے تھے کہ اللهم ان تهلك هذه العصابة لاتعبد الی یوم القیامہ یعنی اے میرے اللہ آج اگر ہلاک ہو جاتی ہے یہ مٹھی بھر جماعت تو قیامت تک نہیں عبادت کی جائے گی تیری۔

محترم قارئین! امام بخاری اس خلاف قرآن جھوٹی حدیث میں جیسے کہ اللہ کو لوگوں کی عبادت کا محتاج قرار دیتے ہوئے وارننگ دے رہا ہے کہ اس جماعت کو بچاؤ ورنہ تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں ہو گا۔ قارئین لوگو! امامی کھیپ کی قرآن دشمنی پر مشتمل حدیثیں کیا کیا تو پیش کروں ان حدیث سازوں نے آیت کریمہ وَّ اَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۝۳ جسکی معنی ہے کہ اہل مکہ کے حکمران نے حملہ آور یمن کے گورنر ابرہ کے مقابلہ میں اپنا طیر نامی تیز رفتار ہر اول فوجی دستہ جو اونٹوں کے جھنڈ پر مشتمل تھا روانہ کیا جس کے اندر نبوت ملنے سے پہلے

نشانہ بازی میں تجربہ کا پختہ محمد (علیہ السلام) بھی دشمنوں کے لشکر پر سنگ باری کر رہا تھا۔

جناب قارئین! آیت کریمہ کا لفظ ابابیل یہ ابل کا جمع ہے ابل خود قرآنی عربی کا لفظ ہے (17-88) جسکی معنی اونٹ ہے مطلب کہ حدیثیں بنانے والوں نے ابابیل یعنی اونٹوں کے جھنڈ کو تحریف معنوی کرتے ہوئے کالی چڑیا بناڈالا ہے جسکا وزن آدھے چھٹانگ سے بھی کم ہوگا۔ لیکن ان حدیث ساز اماموں کو کیا پتہ کہ قرآن بھی ان جیسے چوروں کو پکڑانے میں وَ لَتَعۡلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعۡدَ حِیۡنٍ ﴿۸۸﴾ (88-38) بڑے پتے کی باتیں بتادیتا ہے وہ بات قرآن حکیم نے یہ بتائی کہ اس جنگ میں کمانڈر جناب محمد تو اندازاً آدھے کلو کے سخت پتھروں کے ساتھ دشمنوں پر سنگ باری کر رہا تھا جبکہ روایت سازوں کی جو یہ طئے شدہ سازش ہے کہ اسلام کو، قرآن کو محمد علیہ السلام کو انکے حقیقی اور اصلی تعارف سے لوگوں کو متعارف نہ کرایا جائے جیسے کہ آپنے ابھی پڑھا کہ جناب رسول نبوت ملنے سے پہلے ہی میدانی شہسوار تھے جس کو رب تعالیٰ میدان جنگ بدر میں بھی دوران جنگ کہہ رہا ہے کہ اے میرے محمد علیک السلام میں اللہ دیکھ رہا ہوں کہ تیرے دشمنوں نے پانی کے چشمہ پر قبضہ کر دیا ہے آپ کے لشکر والے لڑائی کے دوران پانی کی ایک ایک بوند کو ترس رہے ہیں اور تم سب اللہ سے مطالبہ کر رہے ہو کہ پانی! پانی! پانی (8-9) پھر تمھارے مطالبہ پر میں نے آسمان سے بارش برسا کر تمہیں پانی بھی پہنچایا (8-11) جبکہ قصہ ساز افسانوی حدیثیں بنانے والوں نے جنگ کربلا کا جغرافیائی محل وقوع بھی جنگ بدر کے سین سے مستعار لیا ہے کہ پانی کی

ندی پر یزیدی لشکر قابض تھا امام کے کیمپ میں بچہ امام اصغر پانی کی پیاس میں تڑپ رہا تھا اللہ نے جنگ بدر میں رسول کے پیاسے لشکر کیلئے تو فی الفور وہیں کہ وہیں آسمان سے بارش برسا کر جناب رسول کے اصحاب کی خاطر پانی کا بندوبست کر دیا لیکن جنگ کربلا میں اللہ نے بدری کرشمہ نہیں دکھایا بچہ امام اصغر کو پانی دینے کے عوض یزیدی لشکر نے تیر مار کر شہید کر دیا آسمان اوپر سے کھڑا کھڑا دیکھ بھی رہا تھا اور اوپر سے پانی کی ایک بوند بھی نہیں برسائی جو بندوبست اسنے بدر میں اصحاب رسول کیلئے کیا تھا معلوم ہوتا ہے کہ اگر یہ داستان جنگ کربلا سچ ہوتا تو رب تعالیٰ ضرور اپنی طرف سے آسمان سے بارش برسا کر بچہ امام اصغر کی پیاس بجھانے کیلئے بارش برساتا۔ میں نے جنگ کربلا کو افسانوی روایات کا عجوبہ اس لئے قرار دیا ہے کہ قرآن حکیم تو سورت انچاس کی آیت نمبر گیارہ میں یزید کے باپ معاویہ کے وجود کا ہی انکار کر رہا ہے تو جب باپ ہی نہ ہو گا تو بیٹا کہاں سے آئے گا۔ پھر جب یزید ہی نہ ہو گا تو جنگ کربلا کس کی کس کے ساتھ ؟۔

جناب قارئین! جو حدیث سازی کے فن میں امام کہلانے والے لوگ اونٹوں کے لئے قرآن کے لائے ہوئے لفظ ابابیل جمع ابل کا ترجمہ کالی چڑیا کر سکتے ہیں تو فرضی یزید کے باپ فرضی معاویہ بمعنی بھونکنے والا جیسی فرضی شخصیت پر افسانوی حدیثیں کیوں نہیں بنا سکتے ؟۔ میرے اس مضمون کا موضوع ہے کہ اسلام کے نام سے لکھی ہوئی اسلامی تاریخ مکمل جھوٹوں کا بنڈل ہے جو بانیء اسلام جناب خاتم الانبیاء کو قرآن حکیم اسے نبوت ملنے سے پہلے شہر مکہ میں واقع کعبۃ اللہ کو جب ڈھانے کیلئے یمن کا گورنر ابرہ حملہ آور ہوا ہے تو اس کے لشکر کے

مقابلہ میں قرآن جناب محمد کو اونٹ سوار دستہ میں شامل دشمن پر سنگ باری کرنے والا بتارہاہے اور علم حدیث کی روایات میں لکھا جاتا ہے کہ ابرہ بادشاہ کے حملہ کے وقت محمد علیہ السلام پیدا ہی نہیں ہوئے تھے!!! کوئی بتائے کہ پھر قرآن کی آیت کریمہ تَرْمِيهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيلٍ ۝٤ اے محمد! تو دشمنوں کے اوپر سنگ باری کر رہا تھا کو قرآن سے کیسے گم کیا جائے جو قرآن ببانگ دہل کہہ رہا ہے کہ وَ لَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ۝٨٨ (88-38) یعنی ہر دور کے بارے میں یہ کتاب تمہیں خبریں بتانے والی کتاب ہے۔

میری اس روئداد میں کہ اسلامی تاریخ کے نام کے سارے بنڈل جھوٹوں کے پلندے ہیں جو ان میں جناب رسول بانی انقلاب اسلام کی تاریخ پیدائش ہی جھوٹی لکھی گئی ہے تاریخ نویس لوگ جنارب رسول کی عمر مبارک کے کم سے کم پچیس سال کھا گئے ہیں۔

محترم قارئین! ان روایت باز تاریخ نویسوں نے جو پیدا ہونے کی طرف سے عمر مبارک کم دکھائی ہے اسکی فلاسفی انکے نزدیک یہ ہے کہ انہوں نے جو اپنی حدیثوں میں جناب رسول کا تعارف ایک خانقاہی صوفی اور سجادہ نشین پیر کی طرح کا کرایا ہے جو تعویذوں اور دم کرنے سے دعاؤں سے لوگوں کی حاجت روائی کرنے والا کرکے اسے پیش کیا ہے اور قرآن جناب محمد کو تیر انداز اور دشمنوں پر سنگ باری کرنے والا بتارہاہے جیسے کہ قرآن تو انکی اسکیموں کی پوری فلاسفی کی ستیا ناس کر رہا ہے اس لئے انہوں نے دین لینے کیلئے امامی علوم کی روایات کو ہی نصاب

تعلیم بنادیااور قرآن کے اوپر علم حدیث کو قاضی اورجج بنادیاساتھ میں انہوں نے اپنے مدارس عربیہ اوریونیورسٹیوں میں درجہ تخصص اورپی ایچ ڈی کے مضامین میں سے دین قرآن سے لینے اور تصریف آیات کی قرآن کی بتائی ہوئی ٹیکنالاجی (41-17) کے اوپر بندش ڈالی ہوئی ہے۔ میں جرمن کے تعلیمی اداروں کی ایک پرانی ریسرچ کا ذکر کروں کہ انہوں نے اسلام کے نام سے جناب رسول کی فرمودات احادیث اور ان میں بتائے ہوئے جناب رسول کے فیصلے جنگیں سفر وغیرہ کے لئے مطلوبہ اوقات کو کمپیوٹر میں ڈالکر جواب طلب کیا کہ یہ ایسے سارے کام کرنے والے کی کتنی عمر ہونی چاہیئے جو یہ سارے کام انجام دے سکے تو جواب ملا کہ اتنی احادیث کے کاموں کی خاطر سات سو پچیس سالوں کی عمر میں اتنے کام ہوسکتے ہیں تریسٹھ سالوں میں ان حدیثوں میں بتائے ہوئے اتنے کام نہیں ہوسکتے۔

جناب قارئیں! آپنے دیکھا کہ سورت الفیل کے حوالہ سے یہ حدیث سازی پر تاریخ اسلام بنانے والے لوگ جناب رسول کی پیدا ہونے کی طرف سے پچیس سال کھاگئے جس سے جناب رسول کی ولادت مبارکہ کا مشہور کردہ سال پانچ سو ستر عیسوی غلط ثابت ہوگیا۔ سو تم ہزاروں میلادیں مناتے ہو لیکن کبھی کبھار قرآن سے بھی اپنی تاریخیں درست کرایا کرو تم تو نصاریٰ کی طرح ہو جو قرآن حکیم نے جناب عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا مہینہ ماہ جولاء بتایا (25-19) عیسائیوں نے میلاد عیسیٰ پچیس ڈسمبر بنادی۔

غلاموں کیلئے بنایا ہوا نصاب تعلیم

غلام ہندستان کے زمانہ میں لاڑڈ میکالے نے نصاب تعلیم بنایا تھا جب اس سے پوچھا گیا کہ یہ نصاب تونے کس طرح کا بنایا ہے جواب میں بولا کہ ہمیں سستے کلرک اور منشیوں کی ضرورت ہے جو غلام قوم کی اولاد کی خاطر یہ سلیبس بنایا ہے۔

آزادی حاصل کرنے والوں کے لئے نصاب تعلیم صحیح علم تاریخ ہے

رب تعالیٰ نے جناب موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وَ ذَكِّرۡهُمۡ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ؕ (5-14) اپنی قوم والوں کو فرعون کی غلامی میں رہنے کے خلاف غیرت دلاؤ وہ اسطرح کہ تو اپنی تقریروں میں انہیں تاریخ کے حوالوں سے بتا کہ حکمرانی کوئی فرعون کے ٹھیکے میں نہیں ہے ہمارا دادا ابراہیم بھی شہنشاہ جہان رہا ہے (124-2) سو ہم کسی کے غلام کیوں ہوں۔

جناب خاتم الانبیاء کی حیات طیبہ کے تین دور

جناب قارئین! آپ نے ابھی جناب رسول علیہ السلام کی عمر مبارک سے متعلق ولادت مبارکہ کے بارے میں علم حدیث بنانے والوں کے دجل کا ملاحظہ کیا جس کو قرآن حکیم کی سورۃ الفیل نے صاف طرح سے بتادیا کہ جناب محمد علیہ السلام نبوت ملنے سے پہلے یمن کے گورنر ابرہ کے مقابلہ کے دوران پکی جوانی کی عمر کو پہنچے ہوئے ہیں اتنی حد تک جو دشمن فوج کے مقابلہ میں اونٹ سوار فوجی دستہ کے ذریعے

دشمن سے جنگ لڑے ہیں انکے اوپر سنگ باری بھی کی ہے مطلب کہ قرآن نے جناب رسول کی عمر کے پہلے حصہ یعنی سال ولادت کو جو حدیثوں میں غلط بیانی سے ابرہ کے حملہ کا سال قرار دیا ہے اس کو غلط ثابت کرکے دکھایا۔ مطلب کہ علم حدیث کی بتائی ہوئی عمر مبارک 63 سال کے ساتھ شروع کی طرف سے چالیس سال قبل نبوت والے ملائے جائیں گے تو اتنے تک والی عمر ایک سو تین سال بنے گی۔ اب آتے ہیں سورہ القدر میں بتائی ہوئی عمر مبارک کے دوسرے مرحلے یعنی درمیان والے عرصہ نزول قرآن کے دور کی طرف جو قرآن خود بتاتا ہے کہ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۞ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ الرُّوْحُ فِيْهَا (97-34) یعنی نزول وحی کے عرصہ کے اختتام تک جناب رسول کی عمر مبارک ایک ہزار مہینہ یعنی تریاسی سال چار ماہ ہے اب اگر تریاسی سال چار ماہ سے چالیس سال نبوت ملنے سے پہلے والے نکالے جائیں گے تو نزول قرآن کا عرصہ بجاء تیئیس سال کے تینتالیس سال بنجاتا ہے۔

جناب قارئین! میں نے جو اکتالیس سال سے تریاسی سال چار ماہ تک کو نزول قرآن کا عرصہ شمار کیا ہے اس کا ثبوت خود اسی سورت القدر کی اگلی آیت مبارکہ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ الرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۛ۞ (97-4) ہے کیونکہ قرآن حکیم کا دوسرا نام روح بھی بتایا گیا ہے تیسرا نام امر بمعنیٰ قانون بھی بتایا گیا ہے ثبوت کیلئے پڑھ کر دیکھیں يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ۞ (16-2) یعنی رب تعالیٰ نازل

فرماتا ہے فرشتوں کو روح کی حمایت میں اپنے قانون کے سات نیز آیت کریمہ (15-40) بھی اسی مفہوم کی ہے ان دونوں آیتوں میں من امرہ کا جملہ بھی ایک ساتھ ذکر کیا گیا ہے جو کہ قانون کی معنی رکھتا ہے اور قرآن بھی قانون ہے من امرہ میں ضمیر واحد کی استعمال کی گئی ہے جو کہ اس قانون کا مقنن خود رب تعالیٰ آپ ہے، پھر انکے بعد تیسرے مرحلہ کی شروعات کا ذکر ایک تو سورت اذا جاء نصر اللہ والفتح میں کیا گیا ہے یعنی جب فتح مکہ کے اوپر الیوم اکملت لکم دینکم کا اعلان کیا گیا تو اسکے بعد فوراً فرمایا گیا کہ اے میرے محمد! اب جب مکہ کی غلام ساز جاگیر داریت کے اوپر تجھے ہم نے فتح دلائی یعنی ان مع العسر یسرا یعنی ہجرت سے پہلے بھی تو دکھی تھا پھر ہم نے مشرکین کے اوپر تجھے فتح دیکر سکھی بنایا پھر ہجرت کے بعد جب تو اہل کتاب یہود نصاریٰ کے مقابلہ میں مدینہ کے اندر پہنچا تو وہاں بھی ان منافق سود خوروں کے ساتھ تیرا ٹکر ہوا ہم نے تجھے وہاں بھی تیرے دشمنوں کے اوپر بغیر جنگ کے ان یہودیوں کو تحریری آرڈر سے نیکالی دلائی (3-59) یہ دور بھی تیرے لئے دوبارہ ان مع العسر یسرا کا تھا یعنی شروع میں یہودیوں کی منافقت ااور سودی معیشت کی وجہ سے تو دکھی تھا پھر بغیر جنگ کے ہم نے تجھے خیبر فتح کرایا جو ان کو ولولا کتب علیھم الجلاء کے فیصلہ سے جلاوطن کر کے تجھے سکھ دیا سو اب اے محمد علیک السلام اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝١ (1-94) کیا تجھے تیری نبوت کی مشن اور تحریک میں ان کامیابیوں کے بعد تیرا شرح صدر اس بات پر نہیں ہوا ہے کہ میں اللہ ہر وقت تیرے ساتھ ہوں (9-40) سو اب جو تو فتح مکہ اور نزول قرآن کی تکمیلی مرحلوں کی مقتضیات سے فارغ ہوا چاہتا ہے تو تجھ

سے ابھی اور بھی بڑے کام لینے ہیں یعنی فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ﴿۷﴾ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ﴿۸﴾ (8-7-94) وہ جو بڑے کام ہیں وہ ہیں دنیا کے اندر نظام ربوبیت کو برابری کے اصولوں پر قائم کرنا ہے اور (10-41) اسکے ساتھ یہ بھی قانون نافذ کرنا ہے کہ جو کمائے وہ ہی کھائے (39-53) سو دنیا کے بڑے حصہ پر میرے اس قانون علم وحی کے خلاف روم اور فارس افریقہ کی بادشاہتیں مسلط ہیں اس لئے انکے چنگل میں پھنسی ہوئی کروڑوں پر مشتمل آبادی کو غلامیوں سے آزادی دلانا بھی تیرا ہی کام ہے ورنہ دنیا کہے گی کہ قرآن ملنے سے تو کچھ بھی نہیں ہوا ہم پہلے کی طرح غلام ہیں اس لئے اٹھ اور فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ﴿۳﴾ (3-110) یعنی اللہ کی حاکمیت کو حمد بھرے اصول ربوبیت کی خاطر جدوجہد کر اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا جس طرح اللہ نے تجھے مکہ اور امدینہ کے جاگیرداروں اور سود خور یہودیوں پر فتح دلائی ہے میں اللہ پھر بھی لوٹ کر تجھے روم اور فارس پر بھی کامیاب بناؤں گا۔

محترم قارئین! میں اب آپ سے فیصلہ مانگوں گا کہ علم حدیث بنانے والوں نے ہجرت کے بعد مدینہ میں جاکر مکہ کو فتح کرنے کیلئے فتح مکہ کی تیاریوں کیلئے دس سال کا عرصہ لکھا ہے اور جبکہ اللہ عزوجل کی جانب سے مدینہ میں پہنچنے کے بعد جناب رسول کو بار بار امیڈیٹ کال کے ذریعے رمائینڈر پر رمائینڈر بھیجا ہے کہ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ۔ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۭ

(144-2) یعنی جلدی کرو اپنی ساری توجہات کو مسجد حرام (مکہ) کو فتح کرنے کے اوپر مرکوز رکھو۔

محترم قارئین! جو شہر مکہ یعنی مشرکین کی ریاست مکہ روم اریقہ اور فارس کے مقابلہ میں چھوٹی اور کمزور بھی ہے اسکے باوجود اسے فتح کرنے کیلئے علم حدیث بنانے والوں کے بقول اس میں دس سال کا عرصہ لگ گیا ہے تو روم فارس اور افریقہ جو عالمی لیول کی طاقتور بگ پاور حکومتیں ہیں ان کو فتح کرنے کیلئے جناب رسول کو کتنا عرصہ لگا ہو گا؟ فارس میں نے جو سورۃ الم نشرح اور سورۃ اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ وَ الۡفَتۡحُ ۙ﴿۱﴾ سے فتح مکہ اور تکمیل نزول قرآن کے فوراً بعد علم حدیث کی خرافات کا انکار کیا ہے کہ جناب رسول فتح مکہ کے دو ڈھائی ماہ بعد فوراً انتقال فرما گئے ہیں یہ دونوں سورتیں فوری وفات کا کھلے الفاظ میں رد کر رہی ہیں سورت الم نشرح تو کھلے الفاظ میں رسالت کے پیکیج کی وصولی سے فارغ ہوتے ہی جناب رسول بحکم خداوندی نظام ربوبیت کو عمل میں لانے کیلئے منہمک ہو جاتے ہیں جس کی تائید اور شاہدی سورت اذاجاء نصر اللہ کا حکم فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ وَ اسۡتَغۡفِرۡہُ ؕ دے رہا ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ اپنے رب کی حمد بھری حاکمیت کو قائم کرنے کیلئے فسبح یعنی لگاتار مسلسل جدوجہد کر۔ اس جدوجہد میں تیرا ہدف یہ ہونا چاہیئے کہ وَ اسۡتَغۡفِرۡہُ عربی دان لوگ جانتے ہیں کہ لفظ غفر کو لڑائیوں میں دشمن کے حملہ تیر سے تلوار سے بچانے والی ڈھال کہا جاتا ہے تو اب لفظ وَ اسۡتَغۡفِرۡہُ کی معنی ہو گی کہ اے میرے نبی میرے نظام ربوبیت والی ریاست کے

قیام میں اسے ایسا تو مضبوط بنانا ہے جو دشمن کے حملوں سے حفاظت کی خاطر ڈھال کی طرح ہو۔

اس مقام پر میں قارئین کی توجہ اللہ عزوجل کے ان احکامات کی طرف بھی مبذول کرائوں گا کہ اگر رب تعالیٰ انسانوں کو اپنے نبی کی معرفت کتاب قرآن کے قوانین کو نافذ کرکے ممکن العمل بنا کر نہ دکھاتا تو اپنے نبی کی معرفت مترفین مفت خور استحصالی لٹیروں کے ساتھ انقلابیوں کی جنگیں کیوں کر کراتا؟ قرآن حکیم میں لڑائیوں کے احکامات اور فرضیت کا یہ دلیل ہے اس بات کی کہ جناب رسول کو رب تعالیٰ نے فاتح عالم کرکے بھی دکھانا تھا تاکہ اس کے فلسفہ انقلاب کی کتاب قرآن پر دنیا والوں کو اعتماد ہو کہ اس کتاب کی تعلیمات انسانی فلاح اور آزادی کی خاطر ہیں جو سب آسان العمل اور ممکن العمل بھی ہیں قرآن حکیم نے جو اپنے مخالفین اور جناب رسول کے انقلابی ساتھیوں اصحاب رسول کے خلاف نفرت رکھنے والوں کا بھانڈا پھوڑا ہے کہ ان حدیث سازوں نے جنگ بدر میں شریک سپاہ رسول کی تعداد تین سو تیرہ بتائی پھر خود ہی انہوں نے اپنے ہی مخصوص فن رمل، جفر، علم الاعداد میں لکھا ہے کہ تین سو تیرہ سے لیکر تین سو سترہ تک کا عدد کمینے لوگوں کیلئے استعمال ہوتا ہے یہ گالی اور تبرا ان حدیث سازوں نے اس خاطر دی ہے کہ انہوں نے پھر جنگ بدر میں شریک اصحاب رسول کی تعداد اپنی حدیثوں میں جو تین سو تیرہ لکھی ہے تاکہ انکے والے ہمنوا سمجھ جائیں کہ انکا جناب رسول کے اصحاب کے بارے میں کیا خیال ہے؟ لیکن قرآن نے بھی سورۃ انفال کی آیت کریمہ نمبر نو میں بتادیا کہ میرے محمد کے سپاہی

میدان جنگ میں تین سو تیرہ نہیں تھے وہ تو پورا ایک ہزار تھے۔ سو قارئین لوگ سوچیں کہ ان حدیث ساز امامی گینگ والوں نے جب بدری لشکر کی تعداد تین سو تیرہ کر دیا پھر بھی ایسی حدیثیں بنا کر تبرائیں کرتے ہوئے اپنی دلوں کو ٹھنڈھا کر رہے ہیں پھر جو جناب رسول کی عمر 63 سال اپنی حدیثوں میں لکھنا اور نزول قرآن کا کل عرصہ 23 سال حدیثوں میں بتانا یہ سب کچھ دنیا والوں کو گمراہ اور پریشان کرنا ہے کہ قرآن کی ایسی ساری باتیں 23 سالوں میں ناممکن العمل ہیں کراماتی اور چھومنتر والی ہیں سو یہ کتاب قابل اعتماد نہیں ہو سکتی۔

محترم قارئین! اس مضمون میں قرآن حکیم کی رہنمائی میں جناب رسول کی عمر مبارک ایک سو تیئس سال چار ماہ بنی ہے تو اس سے صاف ثابت ہوا کہ فتح فارس فتح روم فتح افریقہ یہ تینوں ممالک جناب رسول اللہ کی حیات طیبہ میں آپ کی قیادت میں ہی فتح ہوئے ہیں۔ پھر سوال ہوتا ہے کہ آخر کیوں علم حدیث والوں نے فارس روم افریقہ کا فاتح اصحاب رسول کو قرار دیا اور جناب رسول کا یہ کریڈٹ اس سے چھین لیا؟ اس بات کا جواب یہ ہے کہ آپ میرے مضامین میں پڑھ چکے ہوں گے کہ اتحاد ثلاثہ یہود مجوس ونصاریٰ کی امامی تھنک ٹینک نے یہ پالیسی پاس کی تھی کہ اسلام کی سیاسی اقتصادی، سماجی بھلائی کے روح کو ختم کر کے اسے ایسا ویسا کر کے پیش کیا جائے جناب رسول کو انقلابی اور فاتح عالم شہسوار اور نشانہ باز تیر انداز جیسے قرآنی تعارف کے بجاء خانقاہی سجادہ نشین تعویذی ورد وظائف والا صوفی اور پیر قرار دیکر متعارف کرایا جائے ورنہ اسلام کے پیروکار اپنے نبی کی پیروی میں سب فاتح جنگ جو بن کر ہمارے لئے درد سر بن جائیں گے

سو ایسی صورتحال سے بچنے کیلئے مسلم امت کے نبی کے اکائونٹ سے اسکا فاتح فارس فاتح روم فاتح افریقہ کا کریڈیٹ کاٹ دیں ساتھ میں نبی کی عمر بھی گھٹا کر تقریباً اصل عمر سے آدھی بنادیں اس سے یہ بھی سہولت ہو گی کہ شکستوں کی آتش انتقام میں نبی کے اوپر تبرا کرنے میں قدرے دشواری ہو گی اس لئے نبی کی عمر کے پچھلے آدھے حصہ کے کارنامے اسکے اصحاب کے کائونٹ میں مشہور کریں پھر شکست کے صدمہ کی تبرائیں اور ان سے نفرت دلانے کی باتیں اصحاب رسول کے اوپر بمقابلہ رسول کے آسان بھی رہیں گی جو آج تک ایسی تاریخ لکھنے والے روایت ساز علماء حدیث اپنی حدیثوں میں تبرائیں کر بھی رہے ہیں۔ بلکہ حدیث ساز اماموں نے تو اصحاب رسول پر تبرائوں کے ساتھ خود جناب رسول کو بھی معاف نہیں کیا میں نے وہ تبرا والی احادیث فریاد نامی تحریر میں حوالہ جات سمیت لکھ کر حکومت وقت اور عمائدین امت کو ارسال بھی کی ہیں اگر کوئی طلب فرمائے تو وہ میرے نام کے فیس بک پر پڑھ بھی سکتا ہے۔

سو اب کوئی بتائے کہ مسلم ہسٹری یا اسلامک ہسٹری کے اندر جب بانی اسلام جناب نبی علیہ السلام کی ذاتی تاریخ اور ہسٹری کے ساتھ جو خلاف قرآن آپریشن کا تفصیل ابھی آپ نے پڑھا جو نہ شروعاتی زندگی وہ بھی قرآن کی بتائی ہوئی کو تسلیم کیا گیا ہے اور نہ ہی اختتامی قرب وفات کی وہ تابناک زندگی جس کو اللہ رب العزت نے محمد کے لقب سے نوازا اور وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴿۴﴾ کا تمغہ عطا کیا (68-4) اس کے شان کے خلاف حدیث سازوں نے کیا کیا تو بہتان لکھے ہیں جو نعوذ باللہ۔

سو بہر حال اسلامی تاریخ یا مسلم ہسٹری ایسی احادیث سے اخذ کر کے بنائی گئے ہے۔ میں نے جو قارئین کی خدمت فیصلہ کی اپیل کی وہ عمر نبی کے بارے میں نہیں ہے کیونکہ جناب رسول کی قرآن حکیم نے کنفرم بتائی ہے کہ نبوت کا عرصہ ایک ہزار ماہ یعنی تریاسی سال چار ماہ نبی بننے کے بعد وفات تک کا عرصہ ہے اور چالیس سال نبوت ملنے سے پہلے کے جو کل عمر ہوئی ایک سو تیئس سال چار ماہ۔ سو فیصلہ یہ لینا ہے کہ نبوت کے ذریعے قرآن کے نزول کا کتنا عرصہ ہو سکتا ہے اور نفاذ قرآن کی خاطر فَاِذَا فَرَغۡتَ فَانۡصَبۡ ﴿۷﴾ وَاِلٰی رَبِّکَ فَارۡغَبۡ ﴿۸﴾ کی مہم کی خاطر کتنا عرصہ درکار ہوگا۔ سو میرا مشورہ کہ اس عرصہ کا آدھا عرصہ نزول کا شمار کیا جائے اور آدھا عرصہ نفاذ قرآن کیلئے شمار کیا جائے۔

محترم قارئین! میں کچھ دن پہلے ایک سرسری اندازہ سے جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام کی حیات طیبہ کے بارے میں آپکی عمر ایک سو سال یا کم و بیش لکھ بیٹھا تھا جسکو احباب نے اپنے فیس بک پر بطور پوسٹ کے شائع کر دیا پھر کئی دوستوں نے کہا کہ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے اس سے تاریخ کے ساتھ اکھاڑ پچھاڑ ہوگی جس سے کئی پہاڑوں مثل واقعات اور نظریات ریزہ ریزہ ہو کر ہوا میں اڑ جائیں گے سو اس موضوع کو سنجیدگی سے قرآن حکیم کی رہنمائی میں انمٹ دلائل کے ساتھ منصہ شہود پر لانا چاہیئے تو انکے ساتھ خود میں نے اتفاق کرتے ہوئے استفسار کیا کہ مجھے بتایا جائے وہ کون سے ابہام ہیں جو عمر مبارک کے قرآنی تعین کردہ فگر میں رکاوٹ ہو رہے ہیں جو اگرچہ ان ابہامات کو میں نے جواب میں زبانی کھل کر کے پیش کیا تو انہوں نے حکم دیا کہ یہ وضاحتیں اور دلائل بھی موضوع کی وضاحت

میں تحریراً شامل کی جائیں۔ وہ ابہام دوعدد تھے ایک یہ کہ آپ کے پاس کونسی دلیل ہے کہ نبوت چالیس سالوں کے بعد ملتی ہے؟ دوسرا سوال تھا کہ آپ کے پاس کونسا دلیل ہے کہ سورہ القدر میں رب تعالیٰ اپنے رسول کو جملہ لیلۃ القدر خیر من الف شھر سے اسے اسکی رسالت کا عرصہ اور پیرڈ بتارہاہے؟ سو مجھ پر واجب ہوا کہ ان سوالوں کے جواب بھی میں قرآن سے ہی پیش کروں۔ سو جناب یوسف علیہ السلام کے لئے رب تعالیٰ نے فرمایا کہ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَیۡنٰهُ حُكۡمًا وَّعِلۡمًا ؕ (12-22) یعنی جب یوسف پکی جوانی کو پہنچا تو ہم نے اسے اقتدار اور نبوت عطا کی۔ مزید جناب موسیٰ علیہ السلام کے شان میں بھی رب تعالیٰ نے بتایا کہ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسۡتَوٰۤى اٰتَیۡنٰهُ حُكۡمًا وَّعِلۡمًا ؕ (14-28) یعنی جب پہنچا موسیٰ اپنی پکی جوانی کو کٹھالیوں سے سیدھا سیدھا پاس ہوا تو ہم نے اسے حاکمیت اور نبوت عطا کی۔ اب ان دونوں مقام پر قرآن حکیم نے پکی جوانی کی خاطر "اشد" کا لفظ استعمال فرمایا پھر سوال اٹھایا گیا کہ پکی جوانی اور اشد کی وضاحت بھی سالوں کے تعین کی خاطر نا تمام ہے ہمیں چالیس سالوں کی فگر اور عدد بتایا جائے جواب کیلئے ہم گئے قرآن حکیم کے بتائے ہوئے نسخہ تصریف اٰیات کے اندر تو الفاظ قرآن کے کٹلاگ نے ہمیں بتایا کہ سورت الاحقاف کی آیت نمبر پندرھں پڑھیں وہاں لفظ "اشد" یعنی پکی جوانی کی عمر کے لئے چالیس سالوں کا عدد قرآن نے بتا کر سوال کرنے والوں کا قرض اتار دیاہے۔ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرۡبَعِیۡنَ سَنَةً ۙ (15-46) پکی جوانی معنی چالیس سال۔ اسکے بعد سوال تھا کہ سورۃ القدر میں

الف سنہ ایک ہزار ماہ کے ذکر کرنے سے کیسے سمجھا جائے کہ رب تعالیٰ اپنے رسول کو اسکی عمر کا مقرر کردہ وقت بتا رہا ہے تو قرآن حکیم نے اس سوال کا بھی جواب دیا کہ وَ اِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتۡ ﴿۱۱﴾ (77-11) یعنی جب رسولوں کو وقت مقرر کرکے دیا جائے گا لِاَیِّ یَوۡمٍ اُجِّلَتۡ ﴿۱۲﴾ کہ کس پیرڈ تک ہے وہ وقت لِیَوۡمِ الۡفَصۡلِ ﴿۱۳﴾ فیصلہ کے وقت تک وَ مَاۤ اَدۡرٰىكَ مَا یَوۡمُ الۡفَصۡلِ ﴿۱۴﴾ کیا جانے تو کہ کون سا ہے پیرڈ فیصلے کا وَیۡلٌ یَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُکَذِّبِیۡنَ ﴿۱۵﴾ خرابی ہوگی اس دن جھٹلانے والوں کے لئے اَلَمۡ نُهۡلِكِ الۡاَوَّلِیۡنَ ﴿۱۶﴾ کیا نہیں ہلاک کیا ہم نے پہلوں کو ثُمَّ نُتۡبِعُهُمُ الۡاٰخِرِیۡنَ ﴿۱۷﴾ پھر پیچھے بھیجیں گے انکے پچھلوں کو كَذٰلِكَ نَفۡعَلُ بِالۡمُجۡرِمِیۡنَ ﴿۱۸﴾ اسی طرح کرتے رہتے ہیں ہم سلوک مجرموں کے ساتھ۔

محترم قارئین! عباسی دور کے سامراجی مترجمین ان آیات کا مصداق صرف قیامت کے بعد کے ساتھ جوڑتے ہیں جبکہ اصل بات یہ ہے کہ ہم قیامت کا انکار تو نہیں کرتے بھلی انکے لئے بھی یہ آیات ہوں لیکن لازمی طور پر یہ آیات دنیا کے انقلابات کے لئے بھی ضرور ہیں ویسے امام عبید اللہ سندھی نے بھی لکھا ہے کہ قرآن حکیم کے اندر جتنا بھی قیامت کا ذکر ہے ان میں سے اسی فیصد کا تعلق دنیا کے انقلابات کے ساتھ ہے۔

میں اس جگہ ایک اور ثبوت بھی پیش کرتا ہوں کہ جب یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اسکو جھنگل میں ایک کنویں کے اندر پھینک کر شام کو گھر واپسی پر اپنے ابا یعقوب علیہ السلام کو روتے ہوئے بتایا کہ ہم کھیلنے میں مصروف تھے پیچھے

بھیڑیے نے آکر یوسف کو کھالیا اور یوسف کے خون آلود کپڑے بھی دکھائے تو۔ یعقوب علیہ السلام یوسف کے خواب کی بات سے سمجھا ہوا تھا کہ میرا یہ بیٹا نبی بنے گا اس لئے اپنے بیٹوں کو کہا کہ تم جھوٹی بات کو سچ کر دکھانے کی فنکاری کر رہے ہو مجھے میرا خدا یوسف کو ملانے میں مدد کرے گا۔ قرآن بتاتا ہے کہ بھائیوں نے جب یوسف کو کنویں میں پھینکا تھا تو یوسف نے گرتے وقت بھی بذریعہ وحی یہ سمجھا تھا کہ میں نے تو رسول بننا ہے میں نہیں مروں گا وہ وحی یہ تھی وَ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡہِ لَتُنَبِّئَنَّہُمۡ بِاَمۡرِہِمۡ ہٰذَا وَ ہُمۡ لَا یَشۡعُرُوۡنَ ﴿۱۵﴾ (12-15) یعنی کنویں کے اندر ہم نے یوسف کو وحی کی کہ اے یوسف تو سلامت رہے گا ایک وقت وہ بھی آئے گا جو تو خود ان کو اس جرم کی بھی خبر بتائے گا۔ مطلب کہ اللہ اپنے رسولوں کو انکے اوقات رسالت کا شیڈول بھی بتادیتا ہے یہ ہے معنیٰ وَ اِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتۡ ﴿ؕ۱۱﴾ لِاَیِّ یَوۡمٍ اُجِّلَتۡ ﴿ؕ۱۲﴾ کی (77-11) رسالت کا شیڈول رسول کی عمر سے جڑا ہوا ہوتا ہے سو یعقوب علیہ السلام بھی بحیثیت رسول نہ صرف اپنی عمر کا پتہ رکھتا تھا بلکہ یوسف کی میعاد رسالت کو بھی نبوت کی بصیرت سے سمجھتا تھا کہ ابراہیمی مشن کا یہ پرزہ اللہ نے کہاں فٹ کرنا ہے اور آگے کہاں تک لے جانا ہے (16-36) اسی وجہ سے جب یوسف کے بھائی غلہ لینے کیلئے آخری بار مصر گئے تھے تو اس وقت جو انکی گفتگو عزیز مصر سے ہوئی اور ابا یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں کو یہ بھی کہا ہوا تھا کہ غلہ تو لینے جارہے ہو لیکن ساتھ میں میرے بیٹوں یوسف اور اسکے بھائی کی بھی کھوج کرتے رہنا سو جب یہ بھائی غلہ لینے کیلئے عزیز

مصر کے پاس پہنچے اور اسے کہا کہ اے عزیز مصر! ہمیں اور ہمارے اہل کو بڑے دکھ پہنچے ہیں ہم غلہ کیلئے پیئسے بھی کم لے آئے ہیں جو افراد خانہ کی کوٹا کے برابر بھی نہیں ہیں اس لئے کوٹا تو پوری دے پھر جو پیئسے کم ہوتے ہیں وہ ہمیں صدقہ کے طور پر معاف کریں اللہ تمہاری بھلی کرے گا۔ جواب میں انھیں یوسف نے کہا کہ تمھیں پتہ ہے کہ تم نے اپنے بھائی یوسف کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا؟ اس سوال پر وہ بدک پڑے اور کہا کہ اچھا وہ ہمارا بھائی یوسف تو ہے!!! یوسف نے کہا کہ ہاں میں وہی یوسف ہوں اور یہ میرا چھوٹا بھائی ہے جو رہ گیا تھا اگلی بار پھر وہ شرمساری سے لجاجت میں معافی مانگنے لگے یوسف نے کہا کہ میں معاف کرتا ہوں اور یہ میرے شاہی لباس کا جبہ لے جاؤ ابا حضور کے پاس اس نشانی سے وہ پہچان جائے گا پھر سارا خاندان وہاں سے میرے پاس آجاؤ جب انھوں نے جاکر یعقوب علیہ السلام کے پاس روئداد بیان کی تو جواب میں ابا نے فرمایا قَالَ اَلَمۡ اَقُلۡ لَّكُمۡ ۚۙ اِنِّىۡۤ اَعۡلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۹۶﴾ (12-96) کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ یوسف کو بھیڑیے کے کھاجانے کی تمہاری بات جھوٹی ہے میں بحیثیت رسول کے اللہ کی جانب سے جانتا ہوں کہ وہ رسالت کا شیڈیول رسولوں کو انکی عمروں سمیت بتادیتا ہے کہ وہ دشمنوں کے ساتھ حوصلہ سے مقابلہ کریں اللہ نے رسالت کی تحریک انسانوں کو غلامی سے آزاد کرانے کے لئے بھی چلائی ہوئی ہے انقلابی دکان نہیں کھولے ہیں سو لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ ۙ خَيۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ ؕ﴿۳﴾ سے رب تعالیٰ جناب رسول کو بتارہا ہے کہ میں نے جو تجھ کو نبی بنایا ہے سو ایک ہزار ماہ

تیری آئندہ حیاتی ہے لفظ ادراک میں حرف کاف خطاب کا ہے مخاطب محمد علیہ السلام ہے یعنی اے محمد! تیری حیاتی میں میرے قانون ربوبیت کی تقاضا سے ملائکوں کے جلووں میں قرآن بھی نازل ہوتا رہے گا سلامتی کے مطلوبہ قوانین کے ساتھ جو تو فارس کو بھی فتح کرلے گا(مطلع الفجر)مطلب کہ اس سورت میں نہ صرف نبوت کی حیاتی والی عمر بتائی جارہی ہے بلکہ ساتھ میں حجاز سے بڑھکر مشرقی ملکوں کی فتوحات کی بھی خوشخبری بتائی جارہی ہے مطلع الفجر کی ایک معنی یہ بھی ہے کہ ان ملکوں تک قرآن کی روشنی بھی پہنچے گی نظریہ بھی پہنچے گا میں یہاں دشمنوں کے پھیلائے ہوئے مغالطہ کا بھی رد کرتا چلوں جو انھوں نے پراپگنڈا کی ہے کہ جناب رسول اور اسکے ساتھیوں کے پیش نظر کوئی ملک گیری کا مقصد ہوتا تھا سو قرآن حکیم نے اس افواہ بازی کا بھی رد کیا ہے کہ سورت توبہ کی آیت نمبر پانچ اور چھ میں بتایا ہے شکست خوردہ کفار اور مشرکوں کو جب پکڑ کر قید میں لے آؤ تو انکو انکی حکمرانی کا صلوٰۃ اور زکوۃ کا اصول سمجھاؤ جسکی معنی ہے کہ اپنی ریاست میں گڈ گورننس قائم کرو جو رعیت کے ایک ایک فرد کو سامان پرورش ملے پھر جب وہ اسپر ایگری ہوجائیں تو بڑی حفاظت کے ساتھ ان کو انکے امن والے علائقے میں پہنچا کر آئیں۔

جناب قارئین! آپ نے غور کیا کہ قرآن کیا بات کر گیا!!! فرمایا کہ شکست خوردہ قید کردہ دشمن سے مذاکرات کرو کہ اگر وہ لوگ اپنے ملک میں اپنی رعیت کی خوشحالی اور پرورش کرنے کا وعدہ دین تو انکو قید سے نکالو اور انکو کہو کہ اب تم ہمارے بھائی ہوگئے تمہارے ساتھ ہماری کوئی جنگ نہیں ہے سو جناب رسول اللہ

کو سورت القدر میں رب تعالیٰ نے سمجھایا ہے کہ میں تجھے نبی بنانے کے بعد ایک ہزار مہینے کی عمر یعنی تریاسی سال چار ماہ کا عرصہ دے رہا ہوں میرے ملائک اپنے جلووں میں آپکو قرآن ملتے وقت تمھاری حوصلہ افزائی کرتے رہیں گے جتنے تک قرآن کی روشنی چار سو پھیل جائے۔

جناب قارئین! نبوت ملنے سے پہلے والے چالیس سالوں کی عمر پر کوئی بات نہیں کی جاتی جو کہ میں کچھ کر بھی آیا ہوں اب نبوت مل جانے کے بعد کی عمر تریاسی سال چار ماہ کی جو قرآن کے بتائے ہوئے اس عرصہ کے مطابق جناب رسول کی وفات بجائے 12 ربیع الاول سن گیارہ ہجری کے وہ 71 ہجری اور مزید کوئی چھ سات ماہ بنتی ہے سو اس 71 سال ہجری کے عرصہ میں امامی علوم کے تاریخ نویسوں کے مطابق گویا کہ ابو بکر عمر عثمان علی معاویہ حسن حسین اور یزید سب کی وفات جناب رسول کی حیات مبارکہ میں ہی ہو جاتی ہے پھر کوئی بتائے کہ ان لوگوں کی خلافتوں اور جاء نشین رسول بننے اور استحقاق خلافت کے نام سے اٰل محمد کے نام سے معرکہ آرائیوں کی داستانیں لڑائیوں کے قصے کم سے کم کربلا تک یہ جناب محمد علیہ السلام کی حیات اقدس میں کسطرح اور کیونکر ہو سکتے ہیں جبکہ جاء نشینی کا مسئلہ تو کسی کی وفات کے بعد ہوتا ہے نا کہ حیاتی میں۔

امامی علوم کے ماہرین نے امام حسین کا سال شہادت 61 ہجری لکھا ہے یزید کی وفات کا سال 64 ہجری لکھا ہے اور قرآن حکیم نے جناب رسول کی وفات کا سال 71 ہجری اور چھ سات ماہ بتائی ہے (97-3) اب کوئی بتائے کہ امامی علوم کے ماہرین کی افسانہ نویسی پر ایمان لے آئیں یا اللہ کی کتاب قرآن کے اوپر جسکے

بارے میں رب تعالیٰ نے پہلے ہی بتادیا ہے کہ وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِیْ وُجُوْهِ الَّذِیْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ؕ یَكَادُوْنَ یَسْطُوْنَ بِالَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ عَلَیْهِمْ اٰیٰتِنَا ؕ ۔(72-22)یعنی جب پڑھی جاتی ہیں انکے سامنے ہماری کھلی آیات جان لیگا تو ان منکرین کافروں کے چہروں میں سے جو قریب ہے کہ حملہ کر بیٹھیں ان لوگوں کے اوپر جو انکے سامنے ہماری آیات پڑھتے ہیں سو جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام کی عمر مبارک کے بارے میں کتنی تو کھلی آیات (4-105) (3-110) (8-7-94) (5-تا3-97) موجود ہیں لیکن افسوس کہ امت مسلمہ کے پڑھے لکھے لوگوں نے مجھ سمیت اسکی طرف کوئی توجہ نہیں دی یعنی ساری امت کے لوگ بجاء قرآن کے دشمنان اسلام کی بتائی ہوئی حدیثوں کو اسلام سمجھ رہے ہیں میں حدیث پرست لوگوں کو مخالف اسلام اسوجہ سے کہہ رہا ہوں جو انھوں نے اپنی حدیثوں میں یہ بھی مشہور کیا ہوا ہے کہ انکی حدیثیں قرآن کا تفسیر کرتی ہیں اور انکی حدیثوں کے بغیر قرآن سمجھ میں نہیں آئے گا انکی حدیثوں کے اسلام اور تفسیر قرآن کے میں کون کون سے مثال پیش کروں؟ قرآن حکیم نے یتیم کو اسکا مال حوالے کرنے کے لئے دوعدد شرط لگائے ہیں ایک شرط کہ نکاح کی عمر والی بلوغت جسمانی کو پہنچنا دوسرا یہ کہ وہ پاگل بھی نہ ہو یعنی ذہنی رشد اور سوجھ بھوج بھی رکھتا ہو یہ دونوں باتیں آیت کریمہ وَ ابْتَلُوا الْیَتٰمٰی حَتّٰۤی اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْۤا اِلَیْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ (4-6)یعنی نابالغ یتیم کا امتحان لو وہ اسطرح کہ جسمانی بلوغت کی معنی ہے کہ نکاح کی عمر کو

پہنچنا اور ذہنی بلوغت کی معنی ہے رشد والے معاملات میں صحیح اور غلط میں تمیز کر سکے۔ اور آیت کریمہ وَ لَا تَقۡرَبُوۡا مَالَ الۡیَتِیۡمِ اِلَّا بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ حَتّٰی یَبۡلُغَ اَشُدَّہٗ ۚ (6-152) یعنی یتیم کے مال میں دخل نہ دو اتنے تک جو وہ پکی جوانی کو پہنچ جائے جناب قارئین یہ دو باتیں قرآن نے کسی کو مال حوالے کرنے کیلئے بتا کر سمجھایا کہ مال کے مقابلہ میں اہمیت اور عظمت تو انسان کی زیادہ ہے اسلئے انسان کو انسان کے حوالے کرنے کیلئے ذہنی رشد اور پکی جوانی کا شرط تو اتم درجہ پر ہو گا۔ سو جھوٹی حدیثیں گھڑنے والوں نے ایک فرضی نام کی عائشہ نامی لڑکی کی چھ سال کی عمر میں اسکی نبی کے ساتھ منگنی کرادی۔ جبکہ منگنی بھی ایک قسم کا معاہدہ ہے جو چھ سال کی کم عمر میں نہیں کیا جا سکتا قرآن حکیم میں جناب رسول کے لئے یتامیٰ والی ایمر جنسی کی وجہ سے کل پانچ شادیوں کا ذکر ہے (3-4) (33-50) جبکہ علم حدیث گھڑنے والوں نے جناب رسول کو نو۔ دس۔ گیارہ تک بیویاں بیاہ ڈالیں۔ جناب قارئین! کس سے انصاف مانگیں قرآن حکیم نے تو فرمایا ہے کہ تمنے جنگ خیبر کیلئے اہل کتاب پر جفا کرنے کیلئے کسی اونٹ یا گھوڑے کے رکاب میں پاؤں ہی نہیں ڈالا (6-59) اسکے باوجود حدیثیں گھڑنے والوں نے خیبر میں جا کر جنگ بھی کرائی اور یہودیوں کے سردار کو جنگ میں قتل بھی کرایا اور اسکی نئی بیاہی ہوئی دلہن کو بیوہ بنا کر اسکا حدیثوں میں فرضی نام صفیہ رکھ کر اسے واپس مدینہ جانے سے پہلے راستہ میں ہی نبی کے ساتھ شادی بھی کرائی۔ جناب قارئین! کوئی بتائے کہ جن حدیث سازوں نے جناب رسول کی قرآن کی بتائی ہوئی عمر

123 سال چار ماہ (3-97) (4-105) سے ساٹھ سال ڈھائی ماہ کاٹ کر اسے پہلے ہی زندگی میں وفات دے دی تو انکو کہاں شرم آسکتی ہے جو وہ جھوٹی حدیثیں نہیں بنائیں گے انکی بنائی ہوئی حدیثوں کے فرضی اور جھوٹی ہونے کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ انھوں نے اصحاب رسول کے جو بھی نام تجویز کئے ہیں وہ حکم قرآن اٰیت (11-49) کے خلاف معنی کے لحاظ سے ذو معنیں تبرا کے اشتباہ والے ہیں مثال کئی اصحاب رسول کا قبیلہ بنو امیہ لکھا یعنی جیسے کہ ان سب کا باپ نہیں اور جسکو انکی احادیث نے جناب رسول کا اپوزیشن لیڈر اور رئیس المنافقین قرار دیا ہے اسکا نام عبد اللہ بن ابی رکھا ہے یعنی اپنے باپ کا بیٹا۔ اسکے بعد جناب رسول کا اسکی زندگی میں جو خلیفۃ بلا فصل بتایا ہے اسکا نام ابو بکر رکھا جسکی معنی میں اشتباہ ہے کنواری کا اباء، دوسرے خلیفہ عمر کا لقب رکھا ہے بجاء فارق کے فاروق رکھا ہے جسکی معنی ہے بزدل بحوالہ اٰیت (56-9) تیسرے خلیفہ کا نام رکھا ہے عثمان جسکی معنی ہے سانپ کا بچہ چوتھے خلیفہ کا نام اللہ کے ناموں میں سے ایک نام علی یعنی اللہ کا ہم نام پانچویں خلیفہ کا نام معاویہ جسکی معنی ہے بھونکنے والا جناب رسول کی بیوی جو اسکی اولاد کی بھی ماں ہے اسکا نام رکھا ہے خدیجہ جسکی معنی ہے اونٹنی کا کچی حالت میں پیٹ سے گرا ہوا بچہ پھر اسکے پیٹ سے جو ایک بیٹی جناب رسول کو پیدا ہوئی جسکا نام اللہ نے وحی کے ذریعے بتایا فاطمہ جسکی معنی جدا کرنے والی (علم کو) امام رضا کی حدیث اصول کافی نے بی بی صاحبہ کے شان میں لائی ہے کہ نبی کی بیٹیوں کو ماہواری نہیں آتی بی بی فاطمہ کی اولاد دو بیٹے اور دو بیٹیاں تھی بی بی صاحبہ اٹھارہ سال ڈھائی ماہ کی عمر میں فوت ہوئی علم حدیث میں

ایک صحابی کا ذکر ہے دحیہ کلبی کے نام سے روایات میں اسکی ڈیوٹی بتائی گئی ہے جناب رسول کے قاصد کی مثل وزیر خارجہ امور کے جب کہ اسکے نام دحیہ کلبی کی معنی نکلتی ہے سویا ہوا کتا۔ علم حدیث میں اس دور میں اہل عرب کا ایک قبیلہ بتایا گیا ہے بنو کلاب جسکی معنی ہے کتوں کی اولاد میرا اس جگہ یہ باتیں لانے کا مقصد یہ ہے کہ قارئین علم حدیث کی ان روایات کی کوالٹی اور فلاسفی کو سمجھیں۔ جنرل پرویز مشرف کے دور حکومت میں آئی ایم ایف کے نمائندہ پاکستان میں رپورٹ لینے آئے کہ انکے قرضوں کو کن مصارف پر خرچ کیا جارہا ہے؟ سو ہمارے ملک کے نمائندوں نے انھیں بتایا کہ ہم ملکی مذہبی تعلیمی اداروں میں تعلیم کے جدید مضامین سائنس کمپیوٹر تاریخ جغرافیہ شامل کررہے ہیں کہ ہم ان کو جدید دھارے میں لے آئیں اسپر ان نمائندوں نے کہا کہ یہ کام نہ کریں آپ اپنے مذہبی لوگوں کو پرانے نصابی تعلیم پر چلنے دیں اگر آپ ایسا نہیں کرتے تو ہم تمھاری امدادیں بند کردیں گے۔ میں نے ایک ملاقات میں شاہ مردان پیر صاحب پاگارہ مرحوم کو کہا کہ آپ کے بریلوی مکتبہ فکر کے بڑے عالم احمد رضا کا انگریز حکومت سے دوستی کا تعلق تھا تو جواب میں پیر صاحب نے فرمایا کہ دامن کو ذرا دیکھ تمھارا دارالعلوم دیوبند بھی انگریزوں کا قائم کرایا ہوا ہے!!! پھر میں نے جو جا کر کھوج لگائی تو معلوم ہوا کہ اٹھارہ سو ستاون کی جنگ آزادی میں اوروں سمیت بانی دارالعلوم دیوبند نانوتوی صاحب کو بھی سزائے موت ملنی تھی لیکن انگریز حاکموں نے اسے کہا کہ دو شرطوں پر تجھے پھانسی سے معافی مل سکتی ہے ایک یہ کہ تو فتویٰ جاری کر کہ محمد علیہ السلام کے بعد آج کے دور میں اگر کوئی خود

کو نبی کہلائے گا تو رسول علیہ السلام کی ختم نبوت کو کوئی خطرہ نہیں ہو گا۔ دوسری شرط یہ ہے کہ آپ ایک دینی مدرسہ قائم کریں جس میں علم حدیث کی چھ کتابیں صحاح ستہ کے نام شاگردوں کو پڑھائیں پھر سارے ہندستان کے مدارس میں اس فن کے پڑھانے کیلئے استاد تیار کر کے بھیجیں۔

محترم قارئین! میں نے جو مدارس عربیہ کے نصاب تعلیم کی تاریخ کی کتابوں کو کھنگالا تو اورنگ زیب سے چلے ہوئے درس نظامی کی نصاب میں اور سیالکوٹی نصاب تعلیم کی کتابوں کی لسٹ میں یہ صحاح ستہ نامی حدیث کی کتابیں تھی ہی نہیں یہ جاکر قیام دارالعلوم دیوبند کے زمانہ سے شروع ہوئی ہیں۔

محترم قارئین! اس بات کے بعد سوچیں کہ قوموں کو تیر و تلوار سے اتنا فتح نہیں کیا جاتا جتنا کہ انکو گمراہ کن تعلیم سے فتح کیا جاسکتا ہے اس لئے ازل سے سامراج اپنی نو آبادیوں میں جو کالونیل انداز حکومت قائم کرتا ہے اس میں ایسی قوموں کے اندر بھی جو نظام تعلیم رائج کرے گا وہ ایسا ہو گا جو۔

تو کہ ناواقف آداب غلامی ہے عزیز۔ رقص زنجیر پہن کر بھی کیا جاتا ہے۔

جناب موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو کہا کہ تو مجھے کہتا ہے کہ تمنے مجھے بچپن میں اپنی محلات میں پالا پوسا۔ سو اب تو ان نعمتوں کے عوض مجھے اپنے پاس روٹی ٹکڑے کھلانے کے عوض میری قوم تیرے پاس غلام رہے؟۔ ادوا الی عباد اللہ میری قوم والے اللہ کے بندے ہیں تیرے بندے نہیں ہیں میں اللہ کا سچا پیغام لے کر آیا ہوں حوالے کر میرے اللہ کے بندوں کو اور جب اللہ بھی اپنے رسول

کو فرمائے کہ اے رسول مکہ اور مدینہ کے دکھوں کے بعد جب سکھوں کو پہنچ گیا ہے اب فَاِذَا فَرَغۡتَ فَانۡصَبۡ ۙ﴿۷﴾ وَ اِلٰی رَبِّکَ فَارۡغَبۡ ﴿۸﴾ (94-7-8) یعنی اب جو تو فارغ ہو اچاہتا ہے تیرے ذمے تو اور بھی کام ہے وہ یہ کہ نظام ربوبیت کو قائم کرنے کیلئے کھڑا ہو جا جسکے قیام میں تجھے اتنی اتنی رغبت رکھنی ہے جو حتی مطلع الفجر جو سارے افق کے اوپر انقلاب کے صبح کا طلوع ہو جائے اور یہ بھی فرمایا کہ اذا جاء نصر اللہ والفتح یعنی اب اللہ کی مدد سے تو فاتح مکہ ہو کر پورے خطہ حجاز کا والی بھی بن جائے گا لیکن تیری جدوجہد کا سفر ابھی ختم نہیں ہوا فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ وَ اسۡتَغۡفِرۡہُ ؕ اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا ﴿۳﴾ (110-3) یعنی میری حمد بھری حاکمیت کی خاطر جو تجھے جدوجہد کرنی ہے اس میں قرآنی تعلیم اور اسکے فکری نظریات اور ایسی نظریاتی ریاستوں اور مملکتوں کا بچاؤ بھی کرنا ہے جو کہیں انکے اوپر پھر سے استحصالی مترفین حملہ کرکے انھیں پھر سے معاشی غلام نہ بنالیں یاد رکھنا میری مدد تیرے ساتھ پہلے کی طرح دوبارہ بلکہ بار بار رہے گی۔

محترم قارئین! امید ہے کہ آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ رب تعالیٰ اپنے رسول کو اہتمام قرآن اور اسکے خطہ حجاز میں نفوذ کے بعد نظریہ ربوبیت عالمین کو کائنات میں ایکسپورٹ کرنے کیلئے ہدایات دے رہا ہے۔

سو اب جو فتح مکہ کے بعد کا دور ہے وہ ایشیا یورپ اور افریقہ میں نظریہ ربوبیت کو منوانے کا دور شروع ہوتا ہے پھر قرآن فارس روم اسپین مصر افریقہ کا بھی ذکر کرتا ہے کہ وَ الَّذِیۡنَ جَآءُوۡ مِنۡۢ بَعۡدِہِمۡ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا وَ لِاِخۡوَانِنَا الَّذِیۡنَ

سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰﴾ (10-59) یعنی وہ لوگ جو فتح مکہ کے بعد نظریہ ربوبیت عالمین کی طرف آئے انکا کہنا یہ ہے کہ اے ہمارے رب بچانا ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو سبقت لے چکے ہم سے ایمان لے آنے میں اور نہ کرنا ہماری دلوں میں کوئی کھوٹ انکے لئے جو ایمان لا چکے تحقیق تو ہی بچانے والا اور مہربان ہے۔

امام انقلاب عبید اللہ سندھی نے اس آیت کریمہ کو صرف ایران والوں کے لئے مخصوص بتایا ہے لیکن یہ سارے ممالک بجاء ابو بکر عمر عثمان کے ہاتھوں فتح ہونے کے خود جناب محمد علیہ السلام کے ہاتھوں انکی قیادت میں انکی کمانڈ میں فتح ہوئے ہیں انکے لئے ہے اسلئے اس آیت کریمہ کے جملہ والذین جاؤ من بعد ھم میں سارے ممالک آجاتے ہیں۔ امام سندھی صاحب بھی جناب رسول کی عمر مبارک میری طرح حدیثوں کی بتائی ہوئی تر سٹھ سال سمجھتے تھے مطلب کہ علم حدیث نے عباسی خلافت کے قرآن دشمن کفریہ دور سے قرآنی اسلام کو تالے لگادئے جس میں انکی حدیثوں کے مطابق نارمل حالات میں بھی ایک ہی وقت میں ایک سے زیادہ شادیوں کی اجازت دی گئی ہے جبکہ قرآن میں نارمل حالات میں ایک سے زیادہ شادی کی اجازت نہیں ہے (4-20) اور علم حدیث میں غلامی کو جائز بنایا گیا ہے جبکہ قرآن حکیم میں غلام اور لونڈیاں رکھنے کے اوپر بندش ہے (8-67) (4-47) علم حدیث میں مردوں کو عورتوں کے اوپر حاکم بنایا گیا ہے جبکہ قرآن حکیم میں عورت کیلئے شوہر کے مرجانے یا طلاق کی صورت میں دوسری شادی

کیلئے عدت مین بیٹھنے کے سواء سارے معاملات میں اسے مر دوں کے برابر حقوق ہیں (2-228) قرآن حکیم میں طلاق دینے کا اختیار نہ مر د کو ہے اور نہ ہی عورت کو بلکہ یہ حکومت کا معاملہ ہے (4-35) جبکہ علم حدیث میں یہ اختیار صرف اکیلے مر د کو ہے۔ حکمرانی اور بادشاہی کا حق علم حدیث کے حوالوں سے صرف مر دوں کو ہے عورت کو نہیں جبکہ قرآن حکیم عورتوں کی حکمرانی بھی تسلیم کرتا ہے (9-71) (27-42)۔

تاریخ کا پوسٹ مارٹم کرو

یہ صحیح اپریشن اس وقت ہو سکتا ہے جب جن واقعات کا تعلق علم حدیث کی علم روایات سے ہو ان سب کو جھوٹ تصور کر کے مٹایا جائے اور جو واقعات علم حدیث کی اسناد کی طرح عن فلان عن فلان بن فلان ابو فلان کی لفاظیوں سے لکھے گئے ہوں وہ بھی اسی زمرہ سے تصور کئے جائیں۔

محترم قارئین! جب قرآن حکیم آپکی مکمل رہنمائی کر رہا ہے کہ تمھارے پاس اسلام کے نام سے جو بھی قرآن مخالف امامی علوم کے انبار پڑے ہوئے ہیں جن کو تم نے آنکھوں پر رکھا ہوا ہے قرون اولیٰ کے وہ لوگ جن کو عباسی انقلاب کے اتحاد ثلاثہ والے یہود مجوس و نصاریٰ نے شکست دیتے ہی چن چن کر قتل کیا تھا نہ صرف خلفاء قریش اور انکی نسل کو جن کا بطور تبرا کے آئندہ کتابوں میں گالی والا نام بنو امیہ لکھوایا ہوا ہے ان سب کو قتل کیا بلکہ جو جو بھی علماء قرآن تھے اور قرآنی علوم کی لائبریاں تھیں سب کو تہ تیغ کیا اور کتابوں کو یا تو جلایا گیا یا دریا برد

کرادیا پھر اس آپریشن کا الزام ہلاکو کے نام لکھوادیا میری اس بات کی دلیل یہ ہے کہ موجودہ امامی علوم کے جو انبار ہیں یہ کتابیں ساری کی ساری عباسی دور کی ہیں انکو ہلاکو کی انتظامیہ نے کیوں نہیں جلایا یا ڈبویا؟ امامی علوم نے جناب رسول کی وفات سن گیارہ ہجری لکھ کر اسکی نبوت کی زندگی کے اکہتر سال کو گم کرکے ان اکہتر سالوں میں زندہ محمد کو فوت شدہ لکھ کر مشاجرات صحابہ کے جھوٹے واقعات علم حدیث کے نام سے لکھ ڈالے۔

جناب نبی علیہ السلام کیلئے اللہ نے قرآن میں بھی بتایا کہ میں اسے آل یعنی نرینہ اولاد نہیں دے رہا(33-40) پھر بھی فرضی اور تصوراتی آل کے ساتھ زندہ نبی کی جاء نشینی اور خلافت کے نام سے فرضی جنگیں بھی کرائیں وہ بھی فرضی ناموں سے مذہب کے نام کی درسگاہوں میں دین سیکھنے کیلئے بجاء قرآن کے خرافاتی روایات کی تعلیم کو درس نظامی کے نصاب کا حصہ بنادیا۔

پھر ان جھوٹی روایات سے دنیاوالوں کو مسلم ہسٹری اور اسلامی تاریخ کے نام تضادات اور تبراؤں سے بھرے انبار حوالے کردئے۔ پھر باطنی اور فاطمی سلطنت نے ان جھوٹی روایات والے اسلام کیلئے مصر میں جامعہ ازہر یونیورسٹی قائم کی اسکے تسلسل میں جو بھی مکہ مدینہ دارالعلوم دیوبند اور اسکی برانچوں مثل پھوٹ کر نکلی ہوئی دنیا بھر کی درسگاہیں ہیں انکے اندر قرآن کو قرآن سے سمجھنے کے بجاء قرآن کو روایاتی علوم کا تابع بنادیا ہے ایسے جو مسائل حیات کیلئے مسلم دارالافتائوں سے جوابات اور تحریریں بجاء قرآن کے امامی اقوال سے دی جاتی ہیں۔

اپیل

بہر حال یہ مضمون جو میں نے تاریخ اسلام قرآن کے آئینے میں لکھا ہے وہ ان قرآنی آیات (3-97) (4-105) (12-11-77) (8-7-94) (3-110) کو مد نظر رکھتے ہوئے لکھا ہے اب مشاہیر امت سے اپیل ہے کہ وہ اپنا علمی قبلہ درست کریں اور جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام کی قرآن کی بتائی ہوئی عمر مبارک 123 سال اور سات مہینے کے حساب سے جو انکی وفات سن 71 ہجری میں ہوئی ہے اسکے پیش نظر جو حدیث ساز اتحاد ثلاثہ کی امامی تھنک ٹینک نے جناب رسول کی ترسٹھ سال عمر کو کاٹ کر اور وفات رسول کی غلط تاریخ کے جو افسانوی اختلافات افسانوی جنگیں اور شخصیتیں جنم دی ہیں انکا آپریشن کر کے امت کو وحدت کے قرآنی ہدف کی طرف لے آنے میں کوئی کردار ادا کریں جو قرآن حمید کی روشنی میں پوری انسانی آبادی کو امت واحدہ کے پلیٹ فارم پر لے آنے میں کوئی کردار ادا کر سکیں۔